شیخ محمد ابوزہرہ
ترجمہ :- مولانا محمد مدنی

شمس الائمہ سرخسی

ماوراء النہر، بخاریٰ وسمرقند میں حنفی مذہب کے بڑے بڑے علماء اور فقہا گزرے ہیں جو اس مذہب سے مخالفوں کے اعتراضات کا دفاع کرتے رہے یہ صورت اس لئے پیش آئی کہ اس دور میں حنفی اور شافعی دو بڑے مذہبوں کا ایک دوسرے سے نزاع جاری تھا، ہر ایک کی یہ خواہش تھی کہ عام اور خاص کے ہاں صرف اسی کا غلبہ ہو۔ ان میں بادشاہ کی طرف سے ایک مذہب کو دوسرے پر غلبہ پانے کے لئے کوئی جبر و اکراہ نہ تھا بلکہ یہ سارا معاملہ احسن طریقے پر باہمی مناقشوں، مجادلوں سے جاری تھا۔ ائمہ مذاہب کے درمیان مناظرات جاری رہتے تھے اور صحیح دلائل پیش ہوتے رہتے تھے یہاں تک کہ مساجد ان مخلص جھگڑالوؤں سے پر رہتی تھیں بلکہ ماتم کی مجالس میں بھی غم اور فکر کو دور کرنے کے لئے مناظروں کی مجلسیں گرم رہتی تھیں۔ اگر کوئی شخص فوت ہوتا تھا تو اس کے اہل و اقارب سے تعزیت کی یہ صورت ہوتی تھی کہ متوفی کے محلے کی مسجد میں علماء جمع ہوتے تھے اور باہمی مناظرہ اور مجادلہ میں لگ جاتے تھے، اس طرح ان مناظروں سے متوفی کے متعلقین کو مشغول رکھتے اور یہ بات ان کے رنج و حزن اور آلام کی یاد سے روکتی اور ان کو بھلا دیتی تھی۔ ہر ایک اس کو برکت کا ذریعہ سمجھتا تھا اور اس کو قرب خداوندی اعتقاد کرتے تھے کیونکہ اپنے مذہب کی طرف سے دفاع میں ان کی نیت خالص تھی۔

ان مناظروں کے سایہ میں کئی کتابیں تالیف ہوئیں، ان مناظروں کے زمانے کی تالیفات کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ کتاب وسنت، اقوال صحابہ اور باریک اقیسہ سے بھری ہوئی ہیں جیسی کہ کتب شافعیہ میں "مہذب" اور کتب حنفیہ میں "مبسوط" مناظرات کے دور کی تالیف شدہ کتابوں کی ایک دوسری امتیازی خصوصیت یہ تھی کہ ان میں حنفیہ اور شافعیہ کے اختلافی مسائل کا خاص اہتمام کیا گیا ہے اور مالکی مذہب کے اختلاف کو کم بیان کیا گیا ہے، حنابلہ کا اختلاف اس سے بھی کم درجے پر ہے اس طرح ان کتابوں میں مختلف ادوار کی تاریخ آ گئی ہے، یہ کتابیں صحابہ کے خلاف کی جامع ہیں، اسی طرح ان کے بعد آنے والے انسانوں کے خلافوں کی بھی جامع ہیں۔ ان مناظرات کے اندر محمد بن احمد بن ابی سہل سرخسی کی نشو ونما ہوئی جو آگے چل کر شمس الائمہ کے لقب سے معروف ہوئے، یہ لقب اصل میں ان کے شیخ شمس الائمہ حلوانی کا تھا اور جب سرخسی شیخ حلوانی کی وفات کے بعد ان کی مسند پر بیٹھے اور بخاری میں احناف کی ریاست کے والی ہوئے تو آپ کو بھی یہ لقب شمس الائمہ عطا ہوا اور یہ ریاست کوئی ملک و دولت کی ریاست نہ تھی بلکہ علم کی ریاست تھی سرخسی، بخاری میں علم کو مشائخ احناف سے حاصل کیا، حدیث کو بھی حاصل کیا اور شیخ الاسلام علی بن حسن سندی کی صحبت کو لازم قرار دیا جس طرح شمس الائمہ حلوانی کی صحبت کو لازم قرار دیا تھا۔ یہ دونوں بڑے فقیہ اور مناظر تھے شمس الائمہ سرخسی حدیث کی روایت کرتے تھے اور فقہی اقیسہ کو ضبط کرتے تھے علامہ علی بن حسن سندھی اور شمس الائمہ حلوانی کے بعد اس بڑے مذہب حنفی کی طرف سے دفاع کی ذمہ داری سرخسی پر پڑی۔

اس دور میں بخاری علم کا معدن تھا، جس طرح کوفہ اور بغداد اپنے علمی دور میں عظمت کے مینار تھے بخاری بھی اسی طرح تھا جس کے دو سبب ہیں۔

اول یہ کہ وہ سلاطین جو ان ملکوں کے والی تھے۔ بخاری کی علمی بلندی چاہتے تھے تاکہ اس کے ساتھ فخر کر سکیں اور یہ شہر دوسرے علمی شہروں کوفہ، بغداد

دمشق، قاہرہ اور قیروان کے اس زمانے میں ہمسری کر سکے۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ بغداد میں نزاع کی کثرت اور امیروں کے باہمی اختلاف کی شدت کی وجہ سے علماء ماوراء النہر اور بخاری کی طرف چلے جا رہے تھے جہاں قلبی آرام اور سکون تھا اور علماء کی ضروری باتوں میں ایسے امراء کی طرف سے امداد بھی ہوتی رہتی تھی جو کہ علم کی نشر و اشاعت میں رغبت رکھتے تھے۔

سرخسی، زندگی کا کافی حصہ بخاری میں علم کی طلب کرتے رہے۔ جب شباب کو پہنچے اور علم سے فراغت حاصل کی تو تدریس اور تالیف کے لئے بیٹھ گئے، اگر ان کو مذہب حنفی کا دوسرا مدون کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ جب ان کی وفات ہوئی تو تاج کی تحقیق کے مطابق ۵۰۰ھ کے قریب تھا اس طرح ان کی زندگی پانچویں صدی میں گزری، ابن عابدین، اپنے رسائل میں اس کی تاریخ وفات ۴۹۰ھ بتاتی ہے۔ اس کی بقیہ عبارت کا ترجمہ یہ ہے۔

علامہ شیخ ہبۃ البعلی اشباہ پر اپنی شرح میں فرمایا ہے۔

المبسوط تالیف امام کبیر محمد بن احمد بن ابی سہل السرخسی ائمہ کبار میں سے ایک متکلم فقیہ اور اصولی تھے شمس الائمہ حلوانی کی صحبت میں رہے اور اسی سے پڑھ کر فارغ ہوئے یہاں تک کہ وہ اپنے دور کے سب سے زیادہ علمی وسعت رکھنے والے تھے تالیف شروع کی اور مبسوط کو پندرہ جلدوں میں املاء کرایا حالانکہ وہ خود اوزجند کے جیل میں اس لئے محبوس کئے گئے تھے کہ انہوں نے امیر کو ناصحانہ کلمہ کہا تھا ان کی وفات ۴۹۰ھ میں ہوئی۔

سرخسی ایک عظیم عالم ہونے کے ساتھ ساتھ دین کے مخلص ناصح تھے جیل کی تاریکیوں میں بھی اس لئے پڑے رہے کہ ایک استفتا میں جس کو کسی دوسرے عالم نے لکھا تھا اس کی تائید کی تھی اور اس کو حق بتایا تھا۔

کتاب تاج التراجم کے صاحب نے اس کلمہ کو لکھا ہے کہ ملک کے امیر نے اپنی امہات اولاد کو اپنے احرار خدام کے ساتھ شادی کرائی اور وہ خدام پہلے سے شادی شدہ تھے

امیر نے اپنی مجلس کے علماء سے اس کے بارے میں پوچھا، سرخسی بھی وہاں موجود تھے سب نے کہا کہ اے امیر آپ نے اچھا کیا لیکن سرخسی نے جواب دیا کہ آپ نے خطا کی ہے کیوں کہ ہر خادم کے گھر میں ایک آزاد عورت تھی اور باندی کا نکاح حرہ یا آزاد عورت پر جائز نہیں ہے۔ امیر نے کہا کہ میں نے تمام امہات اولاد کو آزاد کر دیا اور عقد کی تجدید کی اس کے بعد جو علماء مجلس میں حاضر تھے کہنے لگے کہ آپ نے اچھا کیا۔ لیکن پھر شمس الائمہ نے امیر سے مخاطب ہو کر کہا "اخطأت" یعنی آپ نے خطا کی کیونکہ امہات اولاد باندیوں کو آزاد کرنے کے بعد ان پر عدت واجب تھی، تب آزاد خدام کے ساتھ ان کا نکاح عدت کی حالت میں ہوا اور یہ جائز نہیں ہے۔ اس پر امیر ناراض ہوئے انہوں نے اس کو امیر سے تحدی اور مقابلہ تصور کیا اور اس لئے ان کو جیل کی تاریکیوں میں ڈال دیا۔[1]

اگر کوئی یہ کہے کہ شمس الائمہ سرخسی دوسرے مؤلف ہیں جنہوں نے فقہ حنفی میں تصنیف فرمائی تو یہ غلط بات نہ ہوگی، جیسا کہ ہم نے اس کی طرف پہلے بھی اشارہ کیا ہے، اس لئے کہ انہوں نے امام محمد کی کتابوں کی شرح کا قصد کیا، اس لئے کہ حاکم شہید نے ان کتابوں کو "الکافی" میں جمع کیا تھا پھر اس کو مختصر کیا۔ پھر سرخسی آئے جنہوں نے اس مختصر کو اپنی مبسوط کتاب میں شرح کی، اور اس کے بعد اس کو فقہ حنفی میں حجۃ کبریٰ تسلیم کیا گیا۔

بعض فقہاء نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی قول سرخسی کی مبسوط میں پایا جائے تو دوسرے قول پر عمل نہ کیا جائے۔ طرسوسی نے کہا ہے:۔ سرخسی کی مبسوط ایسی کتاب ہے کہ اس کے مخالف قول پر عمل نہ کیا جائے اور صرف اسی کی طرف میلان کیا جائے اور اسی ہی پر فتویٰ دیا جائے۔ اور اسی پر ہی اعتماد کیا جائے۔[2]

---

[1] تاج التراجم صفحہ ۲۹ طبع یورپ

[2] رسالہ رسم المفتی ابن عابدین

اس کی تالیف کے متعلق خود کہا ہے۔

میں نے اپنے زمانے میں طلبہ کی طرف سے چند اسباب کی بنا، پر فقہ سے روگردانی دیکھی، ایک سبب تو یہ ہے کہ ان کی ہمتیں فقہ کی تحصیل سے قاصر تھیں، اس لئے مسائل طوال کو چھوڑ کر خلافیات پر اکتفا کی دوم یہ کہ مدرسین کی طرف سے طلبہ کی خیر خواہی کا خیال نہ رکھا گیا اور ایسے طویل نکتوں میں ان کو مشغول رکھا گیا جن کے اندر کوئی فقہ نہ تھا[1] سوم یہ کہ بعض متکلمین نے مبادی فقہ کی شرح میں فلاسفہ کے الفاظ کو بھر دیا اور ان کے کلام کی حدود کو اس میں لے آئے، تب میں نے یہ صواب سمجھا کہ "مختصر" کی تالیف کروں، ہر باب میں بنیادی معنی پر کچھ نہ بڑھاؤں اور میرے قید ہونے کے زمانے میں میرے بعض خواص تلامیذ اور ساتھیوں کی طرف سے یہ استدعا بھی ہوئی (جس وقت انہوں نے میری اعانت کی تاکہ میں اپنے غموں کو بھلا دوں) کہ میں ان پر املا کراؤں، تب میں نے ان کی بات کو مان لیا۔

بعض لوگ اس عبارت سے استدلال لیتے ہیں کہ یہ کتاب ان کے حافظے سے املا ہوئی ہے۔ لیکن یہ اس پر دلالت نہیں کرتی کہ سرخسی نے اس کا املاء کرایا ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ املاء کے وقت نصوص میں کتابوں پر اعتماد کرتے تھے۔

مختصر کی شرح کرنے میں اس نے شرح کے اندر کتاب سیر کبیر کی شرح کو بھی شامل کیا، لیکن امام محمد کی کتابوں میں سے اس کتاب کو ایک مستقل شرح کے ساتھ مخصوص کیا جو کہ چار جلدوں میں واقع ہے یہ وہ ہے جو جامع قاہرہ کی مطبع میں اس کی طباعت کا اہتمام ہوا ہے۔

---

[1] رسالۃ المفتی ابن عابدین ان نکات عجیبہ سے شاید ان کی مراد وہ تعلیلات ہیں جن کے ذریعہ قیاسات کو ہر فرع میں عام کیا جاتا ہے اور فقہ کے اصل مقصد کی طرف نظر کرنے کے سوا تفریع کی جاتی ہے۔